Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہو

نمبر (۲۰) مطبوعہ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

روس نے چین کو نوٹس دیا ہو کہ وہ اپنی فوجوں سے تمام جاپانی افسر موقوف کردے ورنہ اُس کے واسطے خرابی ہوگی۔ سینٹ پیٹرز برگ میں ۱۶۰ والنٹیرز کو جو کہ جنگ کو سدھارے ہیں پرتپاک الوداع کہی گئی۔ اندور میں بجائے مرہٹی کے ہندی زبان رائج کیگئی ہو اور اس کے برخلاف عرضی دیگئی ہو۔ گورنمنٹ انڈیا نے قلعہ دلیپ گڈہ بنوں کا نام فورٹ ایڈورڈس رکھنا منظور فرمایا ہو۔ شہنشاہ ہند کی اردل کے لئے کمانڈر انچیف نے افسران ذیل انگلینڈ بھیجے ہیں۔ رسالدار تلوک سنگھ بہادر ۱۳ لانسرز۔ صوبہ دار گمر سنگھ بہادر ۲۶ پنجابی اور صوبہ دار میجر عطر سنگھ بہادر ۷۶ پنجابی۔ گورنمنٹ کالج لاہور نے یہہ فیصلہ کردیا ہو کہ کسی طالبعلم کو خاص وضع (فیشن) کے کوٹ پتلون کے لئے جو پہننا پسند نہیں کرتا مجبور نہیں کیا جاویگا۔ جنوبی امریکہ میں ایک پودہ حال ہی میں دریافت کیا گیا ہو جو اونچائی میں قریباً بارہ انچ ہوتا ہو۔ اس پودہ سے کھانڈ بنائی جاتی ہو جو نہایت شیرین ہوتی ہو۔ جرمنی میں کالج کے پروفیسروں کو بہت کم تنخواہ ملتی ہو۔ اُن میں سے ۱۹۰ ایسے ہیں جو ۵۰ پونڈ سالانہ لیتے ہیں۔ ہنگری میں پولٹیکل بےچینی بڑھتی جاتی ہو۔ فرقہ انڈپنڈنٹ کے لوگ جلسے کررہے تھے کہ جنگی پولیس موقع پر نمودار ہوئی اور ایک لڑائی وقوع میں آئی۔ تیس آدمی مارے گئے اور پچاس زخمی ہوئے۔ ایک ڈیلی ٹیلیگراف کا پیغام تار آمدہ ٹوکیو مظہر ہو کہ روس کا جہاز ولاڈیواسٹاک والا بیڑا گہر کے درمیان جاپانی بیڑے سے بچ نکلا اور پھر بندر میں چلا گیا۔ گورنمنٹ روس نے اپنے تمام قائمقاموں کے نام ایک سرکیولر بھیجا ہو جسمیں اس بات پر زور دیا گیا ہو کہ روس جنگ کے خاتمہ کے متعلق کسی طاقت کی مداخلت منظور نہ کریگا اور جنگ کے بعد روس و جاپان کے نامہ و پیام میں بھی کسی کی مداخلت منظور نہ ہوگی۔ واشنگٹن سے تار آیا ہو کہ سرکاری محکمہ میں خبر پہنچی ہو کہ دریائے یالو پر عظیم جنگ ہوئی جسمیں جاپانیوں کو فتح کامل نصیب ہوئی۔ چار آنہ کی شرح تار برقی نے ہندوستان بھر کے تار گھروں میں اس قدر کام بڑھا دیا ہو کہ گورنمنٹ ہند عنقریب ٹیلیگراف آفسوں کے سٹاف کو بڑھانیوالی ہو۔ غلہ کی آمد و رفت کے باعث ایسٹ انڈیا ریلوے کا کام بڑھ گیا ہو۔ ہر سٹیشن پر سینکڑوں بوریاں مالگدام میں نظر پڑتی ہیں۔ مونٹڈ پولیس حیدرآباد دکن کے ایک سپاہی نے پہلے صوبہ دار میجر ابراہیم خان پر مگر پھر منشی مولا چند پر گولی چلائی جسکے کندھے پر خفیف سے زخم آئے۔ اِس سپاہی نے چار گولیاں اور بھی چلائیں مگر شکر ہو کہ کسی کے نہ لگیں۔ سپاہی زیر حراست ہو۔ ٹھگی اور ڈکیتی کا محکمہ مدت سے موقوف ہو اُس کے بجائے عنقریب ہی ایک صیغہ تحقیقات جرائم فوجداری قائم ہونیوالا ہو۔ راولپنڈی کے سنسکرت ہائی سکول میں کرنل جے۔ اے۔ ایل منٹگمری صاحب نے کامیاب طلبا کو انعام تقسیم فرمایا اور اپنی سپیچ میں شہر کے معزز باشندوں کو یہہ صلاح بھی دی کہ چونکہ طاعون کی وارداتیں پھر شروع ہیں اِس لئے صفائی کا زیادہ خیال رکھیں۔ کرنل صاحب کی یہہ نصیحت اہل شہر کے لئے عمل کرنے کے قابل ہو۔ قانون رازداری کا نفاذ آسام میں ہوگیا ہو کسی سرکاری کلرک یا عہدہ دار کو کسی اخبار کے اڈیٹر سے خط و کتابت کرنیکی اجازت نہیں رہی خواہ اُن کا آپس میں کیسا ہی گہرا تعلق کیوں نہو۔ بنوں کے متصل ایک گاؤں میں ایک شخص نے بندوق بھر کر اپنے گھر کی دیوار سے لگا کر رکھی کہ اتفاقاً اُدھر سے کوئی دنبہ گذرا اُس کی رگڑ سے وہ بندوق چل پڑی اور چھہ چھہ سات سات سال کے دو بچوں کے جا لگی۔ دونوں راہی ملک عدم ہوئے۔ سیلون میں ایک خوبصورت قسم کا پارا ربڑ حال ہی میں دریافت ہوا ہو اور یہہ ربڑ ۲۰۰ فٹ اونچا اچھلتا ہو۔ جاپان نے روس کو ایک بڑی شکست دی ہو۔ جاپان اور روس کی اگر آپس میں جلد صلح نہ ہوئی تو یہہ لڑائی بہت غضب کی لڑائی ثابت ہوگی۔ روس پیرس سے مصارف جنگ کے لئے بڑا بھاری قرض لینے کا بندوبست کررہا ہو۔ سینٹ پیٹرزبرگ سے خبر آئی ہو کہ جاپانی اور روسی فوجیں اب صرف [illegible] کے فاصلہ پر آمنے سامنے پڑی ہیں۔ دریائے یالو کے پاس جاپانی فوج کثرت سے

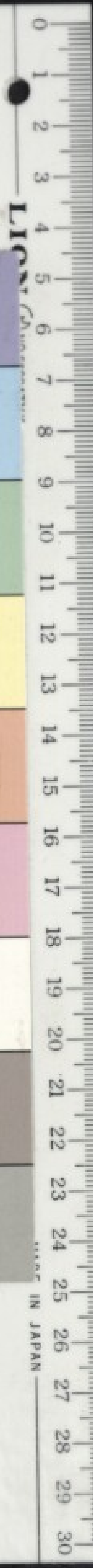
ایڈیٹوریل نوٹس

انسانکی حیثیت عالم میں

حکمانے عالم کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہو یعنی حیوانات نباتات جمادات مائیات اور گاس میں اور یہہ پانچوں عالم اپنے خواص اور عمل میں ایک دوسرے سے متفرق اور پھر بھی ایسے وابستہ ہیں کہ ہم اُنکو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی ایک دوسرے کے بغیر اُن کا گذارہ ہو سکتا ہو۔ ان میں سے عالم حیوانات سب پر ممتاز اور سرفراز ہو باہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ تمام دیگر عالم حیوانات ہی کے لئے پیدا اور مہیا کئے گئے ہیں۔ اور پھر اُن میں سے یعنی حیوانات میں سے انسان وہ حیوان ہو جو ناطق کے نام سے نامزد ہو اور حیوان مطلق سے ایک لازمی افتراق رکھتا ہو اور تمام اشیاء دیدنی پر فائق ہو اور تمام اشیاء خواہ کسی عالم مذکورہ بالا میں سے کیوں نہ ہو وہ صرف اسی کے حسب حال اور لائق ہیں۔ اُسی کی پرورش اور خوشی اور آرام کے لئے یہہ تمام اشیاء مہیا کی گئی ہیں۔ اُس کی فوقیت تمام عالم پر ہو۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو اُسمیں علاوہ اُن صفات کے جو دیگر اشیاء میں بھی پائی جاتی ہیں یعنی طبعی خواص جو صرف اُس کی جسمانی نشوونما اور پرورش اور زندگی کیلئے لازمی ہیں اخلاقی اور روحانی صفات بھی پائی جاتی ہیں۔ یہہ صفات اُس کو عالم سفلی سے منفک کر کے عالم علوی سے منسلک کرتے ہیں۔ یہہ صفات ایسی ہیں کہ حیوان مطلق میں پائی نہیں جاتیں۔ وہ ان سے بالکل مبرا ہیں یہہ خاص صفات جو آج ہمارے غور و فکر کا محور ہیں انسانکی اخلاقی حالت ہو۔ بائبل میں اس حالت کو خدا کی مانند کے فقرہ سے ظاہر کیا گیا ہو۔ اس مقام پر بائبل میں دو الفاظ مندرج ہیں یعنی "خدا کی صورت اور مانند"۔ پہلا فقرہ انسان کی اُس روحانی صفت کیطرف اشارہ کرتا ہو "جو راستبازی اور پاکیزگی اور حقیقی معرفت" میں شامل ہو جو گناہ کے سبب سے بگڑ اور خراب ہو گئی تھی اور جو مسیح کے ذریعہ سے پھر نئے پیدا کرنیوالے کیطرح "نئی بنتی جا رہی ہو"۔ مگر وہ دوسری حالت جو لفظ "مانند" میں مجتمع ہو اور کم و بیش ہر فرد بشر میں نمایاں ہو اُس کو اخلاق یا مورالیٹی کہتے ہیں اور اسی لئے انسانکو انگریزی زبان میں مورل بینگ کہتے ہیں یعنی اخلاقی ہستی۔ یہہ صفت دوسرے حیوانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ مورل بینگ یا اخلاقی ہستی ہرگز ہرگز کہلا نہیں سکتے۔ وہ خدا کی اُس "مانند" ہونے میں حصہ نہیں رکھتے اور یہہ اس امر کا ایک ثبوت ہو کہ حیوانات وہ انسان نہیں ہیں جو مرنے کے بعد کسی نہ کسی حیوان مطلق کے قالب میں آجاتے ہیں اور اپنے گذشتہ عملوں کے نتائج کے بھگتنے والے ہوتے ہیں۔ ورنہ ہمکو یہہ ماننا پڑیگا کہ حیوانات بھی مورل بینگ ہیں جو عقل اور مشاہدہ اور تجربہ کے بالکل خلاف ہو۔

اخلاق سے اعمال کا وہ مجموعہ مراد ہو جو لفظ "فرض یا ڈیوٹی" میں مرکوز ہو یعنی اعمال کا وہ مجموعہ جسکی تعمیل اور ادائیگی ہمپر واجب اور لازم ہو۔ حیوان مطلق اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ہمپر واجب اور لازم ہو کہ ایک دوسرے سے نیکی اور انصاف کریں۔ اپنے آقاؤں کی فرمانبرداری اور تعظیم کریں۔ اپنے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے اور کہ ہمکو اپنی موجودہ حالت سے ترقی کرنا اور دوسری منزل پر پہنچنا چاہئے۔ وہ اپنی اس طبعی عقل کی پیروی کرتے ہیں جو خدا نے اُنکو عطا فرمائی ہو۔ وہ اُنمیں جبلی ہو اور ایک خاص حد تک پہنچ سکتی ہو اور اُس سے آگے بڑھ نہیں سکتی اگرچہ انسان نے حیوانوں کی تعلیم اور تربیت کر کر کے اُس کو انسان کے درجہ تک پہنچانا چاہا مگر ناکامیاب رہا۔ انسان کی حیثیت تک اُنکی رسائی ہرگز نہیں ہوئی اور نہ ہی ممکن ہو۔ اگرچہ حیوان مطلق عجیب کرتب اور کام کرتے ہیں جنکے دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہو مگر وہ کام کبھی اُنکی اپنی طبعی جولانی کا نتیجہ ہرگز نہیں ہیں۔ وہ وہاں ہی تک محدود رہتی ہیں جہاں تک انسان نے اُنکو سکھایا ہو۔ مگر انسان خود بخود اپنے ہی غور و فکر اور طبیعت کی جولانی سے اُس مرتبہ اور پایہ کو پہنچ گیا ہو جسپر حیوانات کا پہنچنا محال ہی نہیں بلکہ ناممکن محض ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہہ جولانی اور رغبت اور ترقی کا یہہ مادہ اور اخلاق کا یہہ اصول انسان کے اندر اُس کی سرشت ہی میں ساری اور جاری ہو۔ وہ اپنے موقع پر اور مناسب سامان سے چشمہ کی مانند پھوٹ پڑتا ہو اور بڑے بڑے عمدہ نتائج پیدا کرتا ہو۔

اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہم جو اس حیثیت میں ہیں جسکی ایک مختصر کیفیت ہمنے ان چند سطور میں ظاہر کی ہو اپنے آپکو اس حیثیت سے گرا دیں؟ کیا ہم حیوانات کو اپنا ہمپلہ اور ہمجنس خیال کر سکتے ہیں؟ کیا لازم نہیں کہ ایسی حیثیت میں ہو کر ہم آگے کو ترقی نہ کرتے جاویں؟ خصوصاً ہمارے ہندوستانی بھائیوں کو لازم اور واجب ہو کہ مورالیٹی کا پیچھا کریں تاکہ ہم خدا کی اُس مشابہت کو حاصل کر لیں جسمیں ہم پیدا کئے گئے تھے اور جو ہماری سرکشی اور گناہ کے سبب سے کھو گئی تھی۔ مگر یاد رہے کہ خدا کی مانند بننا اُسوقت ممکن ہوگا جب ہم خدا کی اُس "صورت" کو اپنے میں نقش کر لیں جو گناہ کے سبب سے جاتی رہی ہو اور یسوع مسیح کے وسیلے سے پھر بحال ہو گئی ہو۔ ایک کے بغیر دوسری اور دوسری کے بغیر ایک نہیں ہو سکتی کیونکہ صورت اور مانند کے الفاظ آپسمیں ایسے وابستہ ہیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے حقیق۔



مَضَامِین

ستیارتھ پرکاش درپن

(۷۷) سوال

یسوع نے اُنہیں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم جو میرے پیچھے ہوئے جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھوگے اور اسرائیل کی بارہ گروہوں کی عدالت کروگے اور جس نے گھر یا بھائی یا بہن یا ما باپ یا جورو یا لڑکوں یا زمین کو میرے نام پر چھوڑا سو گُنا پاویگا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا (متی ۱۹: ۲۸ و ۲۹)؛

(محقق) دیکھئے۔ یسوع کی اندرونی لیلا۔ اُس نے یہہ خیال کرکے کہ لوگ بعد موت بھی میرے پھندے سے نکل نہ جائیں یہہ باتیں گھڑ لیں؛

(رہبر) کیوں پنڈت جی۔ کیا سچ مچ اُس نے اسی خیال سے باتیں گھڑی تھیں؟ آپ کی بات سے تو یہہ ظاہر ہے کہ موت کے بعد بھی یسوع کا لوگوں پر اختیار چل سکیگا۔ سچ ہے اگر مسیح کو موت کے پرے لوگوں پر اختیار نہ ہوتا تو وہ ایمانداروں کو ایسی امید اور تسلّی کی باتیں اور بے ایمانوں کو عذاب کی خبریں نہ سُناتا۔ کیونکہ موت کے بعد لوگوں کو مسیح کا کیا ڈر ہوتا؛

(محقق) جس شخص نے کہ تیس روپیہ کے لالچ سے اپنے آدمی کو پکڑوا کر مروا دیا وہ بھی گنہگار بھی اُس کے پاس تخت پر بیٹھینگے؛

(رہبر) نہیں صاحب۔ اُس پر تو خداوند نے یہہ فتویٰ سنا دیا تھا کہ کیا میں نے تم بارہوں کو نہیں چنا اور ایک تم سے شیطان ہے (یوحنا ۶: ۷۰) اور اُس کو ہلاکت کا فرزند قرار دیا تھا (یوحنا ۱۷: ۱۲) اور وہ تو اُنہیں دنوں میں اپنی جگہ چلا گیا تھا جیسا پطرس رسول نے خبر دے دی تھی (اعمال ۱: ۱۸ و ۲۵) اور یقین ہے کہ پنڈت جی کی بھی اُس سے ملاقات ہوگئی ہوگی؛

(محقق) اور اسرائیل کے خاندان کا طرفداری کی وجہ سے انصاف ہی نہ کیا جائیگا؛

(رہبر) جو حوالہ پنڈت جی نے پیش کیا ہے اُس میں تو رعایت کا ذکر نہیں ہے بلکہ صاف لکھا ہے کہ اسرائیل کی بارہ گروہوں کی عدالت کی جائیگی۔ پنڈت جی اچھی طرح دھیان نہ کیا ہوگا اس سے دھوکا لگ گیا۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں؛

(محقق) اسی وجہ سے تو عیسائی عیسائیوں کی بہت طرفداری کرتے ہیں۔ اگر کوئی گورا کسی کالے کو مار ڈالے تو بھی طرفداری کرکے عموماً مجرم کو بے قصور ٹھہرا بری کر دیا جاتا ہے؛

(رہبر) یہہ بات کسی نو آموز آریہ وکیل نے آپکو کہی ہوگی۔ ایسے الزام کے ہم جوابدہ نہیں ہیں۔ گورنمنٹ ہند جواب دیوے اگر چاہے؛

انجیل میں تو بنی آدم کی عدالت کی بابت یہہ اظہار کیا گیا ہے کہ سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں "سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (روم ۳: ۹ و ۲۳) (وہ خدا) "ہر ایک کے کام کے موافق بغیر طرفداری کے انصاف کرتا ہے" (۱ پطرس ۱: ۱۷)؛

"خدا کے گھر سے عدالت شروع ہوگی" وغیرہ (۱ پطرس ۴: ۱۷)؛

"اگر تم طرفداری کرتے ہو تو گناہ کرتے ہو" (یعقوب ۲: ۹)؛

پنڈت جی نے اپنی اس غلط تحقیق کے ساتھ ایک اور خیال بھی پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ؛

(محقق) یہاں پر ایک اور اعتراض پیدا ہوتا ہے وہ یہہ کہ ایک شخص دنیا کی پیدائش کے آغاز میں مرا اور دوسرا قیامت کی رات کو۔ پنڈت جی کو خیال نہ رہا کہ قیامت والی رات کو مرنا محال ہوگا۔ (رہبر) پہلا شخص تو قیامت تک انتظار میں رہیگا اور دوسرے کا انصاف اُسی وقت ہو جائیگا۔ دیکھئے یہہ کتنی بڑی بے انصافی ہے؛

(رہبر) اگر آپ لوقا ۱۶: ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ کو اور ۲ پطرس ۲: ۵ و ۶ کو نگاہ رکھتے تو اُس انتظاری کا گمان نہ کرتے اور اگر لوگ کم و بیش انتظاری میں رکھے جائیں تو اس میں بے انصافی کیا ہے۔ گناہ تو وہ کر چکے ہیں اور اُنکو پوری پوری سزا دینا خدا کی مرضی پر منحصر ہے جب چاہے دیوے؛

(محقق) جو دوزخ میں پڑیگا وہ لاانتہا زمانہ تک دوزخ کا عذاب بھوگیگا اور جو بہشت میں جائیگا وہ ہمیشہ راحت بھوگیگا۔ یہہ بھی کس قدر بے انصافی ہے؟ کیونکہ محدود اعمال کا ثمرہ محدود ہونا چاہئے؛

(رہبر) اگر انسان کی ہستی اور نیکی کو بقا ہے تو ضرور ہے کہ اُس کی راحت کو بھی دوام ہو اور یہی انجیل کی تعلیم ہے ہمیشہ کی زندگی اور ہمیشہ کی خوشی دوش بدوش ہیں پھر گناہ یا روحانی موت (روم ۸: ۶) کا لازمی اور قدرتی نتیجہ ہمیشہ کا عذاب ہے۔ انسان اور اُسکے فعل کا محدود ہونا گناہ کے جرم ہونے کا پیمانہ نہیں ہے۔ لیکن اُس فعل کی خاصیت سزا کا اندازہ کرنے والی ہے بات یہہ نہیں ہے کہ کتنے عرصہ میں کتنے گناہ ہوئے اور یا ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک پل میں فعل سرزد ہوا بلکہ اصل بات یہہ ہے کہ گناہ ہوا اور جب تک گناہ ہے اور رد کا نہ جائے تب تک عذاب رہیگا۔ اور ابد تک رہیگا موت نجات خود دوام کو چاہتی ہے اور اس دوام کو رد کرنے کے لئے نجات کا بند و بست ہے ورنہ گنہگار لازماً موت میں ہمیشہ گرفتار رہیگا۔ گنہگار کے لئے سوائے دائمی عذاب کے اور کوئی جائے ہستی نہیں ہے اور انصاف یہی ہے کہ وہ اپنی اس حالت میں رہے اور راستباز

ہمیشہ کی خوشی میں۔ اگر گناہ زبون نہ ہوتا تو اُس کیلئے سزا کو لازمی ٹھہرانے کی ضرورت نہ تھی خواہ تھوڑی ہو خواہ بہت ہو محدودی کے لحاظ سے توبے سزا چھوڑ دینا انصاف ہوتا ہے۔ مگر خدا کا انصاف ایسا نہیں ہے۔ گنہگاروں کو گدھے یا سُور وغیرہ بنانا تو ویسی ہی بات ہے جیسے کمہار وغیرہ مٹی کے بیل اور ہاتھی گھوڑے بنایا کرتے ہیں جنکو علم نہیں ہوتا کہ ہم کون ہیں اور نہ سزا کو محسوس کرتے ہیں *

(محقق) دو روحوں کے بالکل مساوی گناہ یا ثواب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے رنج و راحت کی کمی بیشی کی وجہ سے کم و بیش درجوں کے بہت سے بہشت اور دوزخ ہوں تب ہی تو روحیں سُکھ دُکھ بھوگ سکتی ہیں۔ سوا اسبات کا ذکر کہیں بھی عیسائیوں کی کتاب میں نہیں ہے *

(رہبر) اگر عیسائیوں کی کتاب کو حق مطالعہ کے ساتھ پڑھا ہوتا تو آپکی کدورت بالکل دُور ہو جاتی دیکھئے۔ لوقا ۱۲: ۴۷ و ۴۸ "وہ نوکر جس نے اپنے مالک کی مرضی جانکر نہ تیاری کی نہ اُس کی مرضی کے موافق عمل کیا بہت مار کھائیگا۔ مگر جنے انجان ہوکر مار کھانے کے کام کئے وہ تھوڑی مار کھائیگا اور جسے بہت دیا گیا اُس سے بہت طلب کیا جائیگا اور جسے بہت سونپا گیا اُس سے زیادہ مانگا جائیگا"۔ پھر دیکھئے متی ۲۵: ۱۴-۳۰ میں توڑوں کی تمثیل اور لوقا ۱۹: ۱۲-۲۷ میں اشرفیوں کی تمثیل۔ توڑوں والی تمثیل میں انعام مختلف ہیں لیکن پہلے دو نوکروں کی دیانتداری یکساں ہے اور اشرفیوں والی تمثیل میں انعام یکساں ہیں مگر دیانتداری مختلف ہے۔ توڑوں والی تمثیل کا یہہ حاصل ہے کہ جتنا کسی کو دیا گیا ہے اُس کے مطابق اُس سے طلب کیا جائیگا اور اشرفیوں والی تمثیل سے یہہ حاصل ہے کہ جسقدر لیاقتوں میں فرق ہے اُسی قدر اُن کے روحانی حاصلات میں فرق ہوگا *

سزا کی بابت مکرر دیکھئے (روم ۲: ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶) *

اور جلالی اجر کی بابت دیکھو ۱ قرنتھیوں ۱۵: ۴۱ وغیرہ اور متی ۱۰: ۴۱-۴۲ *

بہت سے بہشت اور دوزخ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ایک ہی بہشت اور دوزخ آرام اور عذاب کے درجے ہو سکتے ہیں اور ہر ایک ایماندار و ہر ایک گنہگار اپنی اپنی حالت میں کامل آرام یا کامل عذاب بھوگیگا اور کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہوگی اور عیسائیوں کی کتاب میں یہہ بات خوب واضح کی گئی ہے *

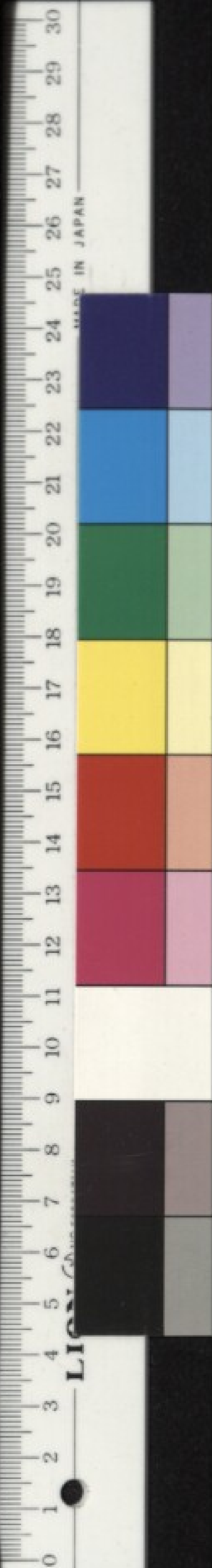
(محقق) کسی شخص کے ماباپ سو سو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہہ بڑے اندھیر کی بات ہے ایک شخص کی ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ ہوتا ہے *

(رہبر) جو جو رشتے خداوند نے ذکر کئے ہیں وہ سب زمینی اور نسلی رشتہ داریاں ہیں جنکو عزیز اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور مددگار سمجھا جاتا ہے اور واقعہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن اگر مسیح کے پیرو بننے کے سبب یہہ سب چھوٹ جائیں تو ان کے بجائے روحانی اور ایمان والے رشتہ دار ہوں گے۔ دیکھو مسیح کا قول اپنی بابت (متی ۱۲: ۴۸-۵۰) اور یہہ روحانی رشتہ داری نسلی رشتہ داری سے زیادہ خوشنودی کا باعث ہوگی۔ ماں باپ کے بجائے نہ صرف خدا باپ حافظ ہوگا۔ بھائی بہنوں کے بجائے نہ صرف خداوند یسوع ہمدرد اور مددگار ہوگا رہ بہشت میں سے جوروؤں والا خیال تو خارج کر دیا تھا۔ متی ۲۲: ۳۰ اور اس دنیا میں بہت جوروؤں والی عادت منع کر دی تھی۔ متی ۱۹: ۴-۶ *

بلکہ اس زمانہ میں سوگنا ملیگا۔ یعنے ایماندار ایک دوسرے کے عضو ہوکر ایک دوسرے کے ہمدرد اور مددگار ہونگے اور تمام دنیا میں مسیحی قوموں کی پہلی حالت اور انکی یہی حالت اس موجودہ برکت کو اس زمین پر بھی ثابت کر رہی ہے اور خداوند کے قول کو لفظی معنوں میں نہیں لینا چاہئے لیکن اُس کے منشا مجموعی پر یقین کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ رسول جنکے رُوبرو یہہ کلام فرمایا گیا تھا انہوں نے سب کچھ چھوڑکر مسیح کی پیروی کی تھی مگر اُن کو سو سو ماں باپ یا سو جوروان نہیں دلوائی گئی تھیں لہٰذا پنڈت جی سمجھ میں اندھیر پڑ گیا تھا ورنہ یہہ حال تو بجائے خود صاف ہے *

پنڈت کرپا رام صاحب اڈیٹر آریہ میگزین کے جواب رسالہ رد تناسخ پر ریولو

آپ جواب میں پھر یہہ فرمائیں گے کہ اُس تھے اعمال کا بدلہ ختم ہو چکا اس لئے اب چار و ناچار خدا سے جدائی کرنا پڑیگی۔ لیکن اے آریو ہمیں یہہ تو بتلاؤ کہ خدا نے روحوں کو نجات دینے کی فکر کیوں کی اور اُن کے اعمال کا بدلہ دینے کا درد سر اپنے ذمہ کیوں خریدا وہ تو اپنی ذات و صفات میں یوں بھی خوش تھا تو پھر اُس کی ضرورت کیا تھی کہ اوروں سے فرمان برداری کرائے اور صلہ دے۔ اگر یہہ کہو کہ وہ انکو اپنی پہچان و معرفت کا نور دیکر انکو خوشی و راحت دینے میں خوش ہوتا ہے۔ تو جناب یہہ محض خدا کا فضل ٹھہرے گا کیونکہ وہ کسی روح کا مقروض تو تھا نہیں کہ اُن سے فرمان برداری کرا کے بدلہ دے۔ لیکن اگر یہہ کہو کہ فضل سے خدا نے اپنے ذمہ یہہ لے لیا تو اگر وہ ہمیشہ کیلئے فضل سے انکو اپنے نزدیک رہنے دے تو اُس فضل میں خدا کے یہاں کیا کمی آجائیگی (۵) اس چند روزہ نجات سے اگر کیکو تسلی سیری نہو کیونکہ آخر تو دنیا میں لوٹ کر خدا سے پھر دور رہنا پڑیگا اور یہی تمہیں حضرت انسان اس دنیا کے مزہ کو معمولی سُکھ سمجھکر غیر معمولی سُکھ کے جانیکی کوشش نکریں یہہ خیال کرکے کہ خدا تو اس سے نرض ہوگا نہیں کیونکہ جیسے اعمال ہیں کرونگا دنیا میں بدلہ پاؤنگا تو پھر انسان اُس غیر معمولی سُکھ کیلئے کوشش کر نیسے باز رہیگا کیونکہ خدا سے دائمی صحبت تو نصیب



پانا محال ہے۔ تو پھر اے آریو دنیا کے لوگ اسی پر قناعت کر بیٹھیں گے۔ بقول شخصے۔ گندم اگر بہم نہ رسد جَو غنیمت است۔ سوامی دیانند صاحب اپنی ستیارتھ پرکاش سملاس نوین صفحہ ۳۳۶ میں یوں فرماتے ہیں "جس میں سکھ حاصل ہو وہ سرگ ہے۔ اس کے خلاف دکھ پانا نرگ کہلاتا ہے۔ دنیوی سکھ معمولی سُرگ ہے اور پرمیشر کے ملنے سے جو آنند ہوتا ہے وہی غیر معمولی سُرگ کہلاتا ہے"۔ اچھا سوامی صاحب دنیا کے آدمی تو اُس معمولی سُرگ سے رہائی پانیکی خواہش نہ کرینگے کیونکہ انساں کی طبیعت تو یہی چاہیگی کہ کبھی گھوڑے پر سوار ہوکر دنیا کے مزہ اُٹھاؤ کیونکہ غیر معمولی سُرگ تو دائمی طور پر نصیب ہوتا نہیں اس لئے اس کی تمنا کرنا ہی فضول ہے۔ مگر یہہ فرمایئے کہ آریوں کے خدا کو تو پھر اس بات کی حسرت نہیں ہوگی کہ کوئی غیر معمولی سُرگ میں مجھ سے ملتے اور آنند پانیکو نہیں آتا اور اس دردِ سر خریدنے کا سودا کیا ہوا جسمیں کامل نیکی اور گناہ سے کامل رہائی پانیکی ہوس نہیں۔ تو اے آریو بتاؤ کہ پھر ایسی گناہ آلودہ خلقت کے بنانے میں خدا کو کیا خوشی ہوگی۔ پھر اگر یہہ کہو کہ آدمی جو سُرگ کا مزہ ایک بار حاصل کرچکا وہ دنیا کی ادھوری خوشی سے سیر و آسودہ نہوگا وہ پھر بھی سُرگ جانیکی خواہش کریگا گو وہ خوشی چندروزہ ہی کیوں نہو۔ مگر یہہ بھی خیال رہے کہ جب آریوں کو اپنے پچھلے جنم کا حال یاد نہیں رہتا تو سُرگ کا حال کب یاد رہیگا چنانچہ سوامی صاحب بھی ہمارے ساتھ اس امر میں متفق ہیں وہ اپنے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۸ سملاس نوین میں یوں فرماتے ہیں "کوئی اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے تو جان نہیں سکتا کیونکہ جیو کا علم اور وجود محدود ہے۔ یہہ بات ایشر کے جاننے کی ہے نہ جیو کی"۔ پس جب سُرگ کا مزہ یاد نہ رہا تو خواہش کیوں ہونے لگی (۲) آپ اپنے مطلب کے لئے بھی خدا کی قدرت مطلق کے اسی طور پر قائل ہیں جیسا کہ ہم ہیں چنانچہ آپ اپنے آریہ میگزین ماہ نومبر ۱۸۹۸ء کے صفحہ ۲۷۱ و ۲۷۲ میں یوں فرماتے ہیں قولہ۔ "آریہ لوگ جو یہہ مانتے ہیں کہ خدا روحوں کو اجسام حیوانی کے ذریعہ سے سزا دیتا ہے۔ کیا خدا قادر مطلق ایسا کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کہو نہیں کر سکتا ہے تو خدا کے قادر مطلق ہونے پر شک آیا اور کہو کر سکتا ہے تو قادر مطلق کے واسطے وہ تو باتیں ممکن ہوگئیں تو گویا تناسخ کا ہونا تو ممکن ہوگیا کیونکہ خدا قادر مطلق ایسا کر سکتا ہے الخ"۔

اب اے ناظرین دیکھئے کہ مسئلہ تناسخ کے امکان کے لئے پنڈت جی نے خدا کی قدرت مطلق کی پناہ لی جب اور کچھ بن نہ پڑا۔ مگر ہم نے اپنے دلائل قاطع سے اس تعلیم کا عقلاً نامعقول اور خدا کی عظمت و بزرگی کے خلاف ہونا ثابت کر دکھایا لیکن نجات دائمی کے لئے آپ ہمارے مقابلہ میں عقلی ڈھکوسلہ پیش کرنے لگے جس کے آپ خود بھی قائل معلوم نہیں ہوتے اور وہ عقلی ڈھکوسلہ بھی ہمنے باطل کر دیا اور یہہ بھی ثابت کر دیا کہ نجات دائمی کا مسئلہ خدا کے اخلاقی صفات و اُس کی عظمت و بزرگی کے ہرگز خلاف نہیں بلکہ خدا کی بزرگی و عظمت کے عین مطابق ہے۔ تو اب فرمایئے کہ نجات دائمی کے قبول کرنے میں آپ کو کیا عذر ہے۔ اب آپ آگے بڑھکر فرماتے ہیں کہ "آپ کا یہہ خیال کہ نجات اعمال پر منحصر نہیں دنیا میں گنہگاری پھیلانے والا اور خدا کے انصاف پر دھبہ لگانے والا ہے کیونکہ اگر نجات خدا کے فضل سے ہوگی تو بندھن یعنی تکلیف ضرور ہے خدا کے غضب سے ہوگی اب یہہ خدا کا غضب و فضل کسی سبب سے ہوتا ہے یا بلا سبب اگر آپ کہیں کہ بلا سبب تو خدا کو ظالم ماننا پڑیگا اگر ان کا کوئی سبب مانینگے تو وہی مکتی اور بندھن کے سادھن ماننے پڑینگے اب آپ کا یہہ دعویٰ کہ اگر مکتی اعمال سے مانی جاویگی تو کسی کی نجات نہ ہوگی بالکل غلط اور فضول ہے کیونکہ اگر انسان کوشش کرے تو وہ فوراً نیک ہو سکتا ہے اور یہہ خیال کہ نجات فرض پورا کرنے سے نہیں حاصل ہو سکتی بلکہ وہ زاید انعام ہے"۔ افسوس کی بات ہے کہ آپ نے اسکی تعریف نہیں کی اگر آپ نجات کو ذہن فاین کر دیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ آیا وہ فرض کے پورا کرنے سے ہو سکتی ہے یا نہیں۔ کیوں جناب آپ کی نجات سوائے مکتی یعنی دکھوں سے چھوٹ جانے کے اور کون سی شے ہے جس پر انعام بھی ملتا ہے کیونکہ لفظ نجات کے معنے "چھوٹ جانا ہے"۔ افسوس کہ پنڈت جی کی سمجھ میں یہہ بات ابتک نہیں آئی کہ جو لوگ نجات اعمال پر منحصر مانتے ہیں وہ عیسائیوں کے مقابلہ میں ہرگز نیک چلن نہیں ہیں کسی قوم و فرقہ کو پنڈت جی بلکہ عیسائی قوم سے مقابلہ کر لیں مگر عیسائی قوم سے اخلاق میں ہمیشہ پیچھے پائینگے۔ دور کیوں جاویں ہم اپنے ملک میں اس امر کا تجربہ کر لیں کہ ہمارے ملک میں یورپین حاکم جو بہتر اخلاق کا ہوتا ہم اُس کو حکومت و انصاف میں ایک اعلےٰ درجہ کے آریہ و ہندو و محمدی کی حکومت و انصاف پر لوگ ترجیح دیتے ہیں (۱) پنڈت جی کو افسوس ہے کہ انجیل کی تعلیم سے اب تک خبر نہیں کہ انجیل اگرچہ نجات کو اعمال پر منحصر نہیں ٹھہراتی پر جو تحریک وہ جس خوبصورتی اور موثرانہ طور پر اعمال کرنے کے لئے ہر مسیحی کو مجبور کرتی ہے وہ کسی دوسرے مذہب میں پائی نہیں جاتی۔ نیک اعمال پیدا کرنے کے لئے مسیحی مذہب میں تین بڑے ایلیمنٹس ہیں جو کسی غیر مذہب میں نہیں ملتے۔ وہ خداوند مسیح اور خدا کا لاثانی پیار ہے جو گنہگاروں پر ظاہر کیا گیا ہے (۲) روح القدس کے ایمانداروں میں موثرانہ تاثیر (۳) مسیح کی نیک و پاک و لاثانی زندگی کی کشش۔ اب آپ کے اس فقرہ کا جواب کہ "اگر نجات خدا کے فضل سے ہوگی تو بندھن یعنی تکلیف ضرور ہی خدا کے غضب سے ہوگی" مختصر طور پر یہہ سمجھنا خدا کے



فضل اور غضب میں کوئی ضروری رشتہ نہیں ہی یہہ آپ کے الفاظ ضروری خدا کے غضب سے ہو گئی محض آپ کی بے سمجھی پر دال ہیں۔ کیونکہ خدا کا فضل بلا سبب ہوتا ہی انسان بھی جب کبھی کسی پر ترس کھاتا ہی تو وہ اُس کا قرضدار تو ہوتا نہیں کہ وہ اُس پر ترس کھاوے مگر خدا کا غضب ہمیشہ سبب کے ساتھہ ہوتا ہی۔ اب بندھن اگر دکھہ کا سبب ہی تو آریہ مذہب میں کیونکہ خدا نے روح اور مادہ کو خلق تو کیا نہیں۔ اور نہ انسان کو عیسائی مذہب کی تعلیم کے مطابق اس لئے پیدا کیا کہ وہ ہمیشہ خدا کے ساتھہ خوش حال رہے پھر معلوم نہیں کہ خدا کو یہہ حق کہاں سے اور کیونکر حاصل ہو گیا کہ وہ روح کو مادی جسم کے بندھن میں لاوے جس سے سارے دکھہ و تکلیف دنیا میں پیدا ہو گئے اور یہہ بھی عجیب تعلیم ہی کہ وہ خدا جس نے نہ روحوں اور نہ مادہ کو پیدا کیا اُن روحوں کو اپنے سبھاؤ یعنی عادت سے بندھن میں ڈالکر سزا و جزا دے گویا خدا کو روحوں کو بندھن میں ڈالکر سزا و جزا دینے کی ہوس تھی۔ کیونکہ آریوں کے خدا کا انسان کے پیدا کرنے میں یہہ مطلب تو تھا نہیں کہ وہ اُن کو آخر میں نجات دیکر اپنی قربت میں ہمیشہ کے لئے رکھے بلکہ سزا و جزا کے تناسخ میں ہمیشہ تک گھمایا کرے ابد الآباد تک قید رکھے۔ اب عیسائی بندھن سن لیجئے کہ خدا نے آدم کو جسم دیکر اس لئے نہیں پیدا کیا کہ وہ اُسے سزا دے بلکہ اُس کو اپنی صورت پر پیدا کر کے اس لئے خلق کیا تھا کہ ابد الآباد تک دائمی خوشی عطا کرے۔ مگر آدم نے گناہ کیا اور اس لئے وہ خدا کے قہر کا سبب ہوا پس پنڈت جی خدا کے قہر کا سبب آدمی کا گناہ ہی پر خدا کا فضل ہمیشہ کی زندگی ہی ؛

راقم

غلام مسیح

خاص قوت

جب پہاڑ پر مسیح کی صورت بدل گئی تھی اُس موقعہ کی ایک مشہور تصویر ملک اٹلی کے شہر روم میں موجود ہی۔ تصویر کی اوپر کی طرف کو مسیح۔ موسٰی اور الیاہ پہاڑ سے کچھہ اُونچے گئے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ نیچے کی طرف وہ واقعہ ہو رہا ہی جب کوئی باپ اپنے بیٹے کو جس میں بد روح تھی شاگردوں کے پاس لے آیا مگر شاگرد بد روح کو نکال نہ سکے۔ تصویر میں لڑکا بد صورت اور دکھی نظر آتا ہی۔ باپ کے چہرہ پر وہ پوری امید کہ جس سے آیا اور وہ مایوسی جو شاگردوں کی ناکامیابی سے حاصل ہوئی دونوں عجیب طرح سے نظر آتی ہیں۔ بھیڑ میں کوئی اندھا جو آنکھیں پانے آیا ہراسان ہو گیا ہی۔ ایک فقیہ سب کے سامنے شاگردوں کو قایل کر رہا ہی اور شاگرد بیچارے بعض تو باپ کو جواب دے رہے ہیں۔ بعض فقیہوں سے بحث کر رہے ہیں۔ بعض کلام میں ناکامیابی کا سبب ڈھونڈ رہے ہیں۔ ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کر رہا ہی اور اُس اکیلے کے چہرہ پر کچھہ امید نظر آتی ہی ؛

ہاں مسیح میں قوت تو تھی پر یہہ موقعہ شاگردوں کو ملا۔ انہیں فرض تھا کہ لڑکے کو اچھا کرتے مسیح نے بھی اُنکو قصوروار ٹھہرایا جب آکے کہا اَے بے اعتقاد قوم میں کب تک تمہارے ساتھہ رہونگا۔ کب تک تمہاری برداشت کرونگا؟ اُسے میرے پاس لاؤ۔ خدا کی مرضی نہیں تھی کہ لڑکا یسوع کے پاس لایا جاتا۔ یہہ مقدمہ شاگردوں کے پاس پہنچا۔ اختیار اُنکو ملا ہوا تھا۔ بد روحیں اُن کے تابع کی گئی تھیں۔ باپ کی امید حق تھی کہ لڑکا اُن سے راضی ہوتا۔ اُس کا جواب اُنکو بالکل مجرم ٹھہراتا ہی جب اُس نے مسیح سے کہا کہ "میں نے تیرے شاگردوں سے کہا کہ وہ اُس کو نکال دیں مگر وہ نہ نکال سکے" ؛

کتنی دفعہ یہہ الزام ہم مسیحیوں پر ٹھیک لگتا ہی کہ "وہ نہ نکال سکے" کتنی دفعہ ہماری ناکامیابی سے دیوتوں کو نقصان اور خداوند کو رنج پہنچتا ہی بہتوں کے سامنے ہم لاچار ہوتے ہیں اس سبب سے نہیں کہ بات ناممکن ہی پر اس سبب سے کہ قوت جو ہم میں ہونی چاہئے تھی حاصل نہیں کی گئی۔ مثلاً ہم سے روحیں نہ بچتی ہوں۔ متلاشی بپتسمہ لینے سے رہ جاتے ہوں۔ دیہاتی عیسائیوں کی تھوڑی سی زندگی ہم سے بڑھتی نہیں۔ شہر کی کلیسیا دشمن جھگڑے نہیں مٹتے۔ مشنری لوگوں اور ہندوستانی مسیحیوں میں سے نااتفاقی دور نہیں ہوتی دونوں کی میزوں پر اور گھروں میں بلکہ نوکروں اور بچوں کے سامنے بھی ہمدردی اور محبت سے بھری گفتگو کم ہوتی ہی ؛

خاص مشنری کمزوریاں دکھائی دیتی ہیں جو دور نہیں ہوتیں۔ زبردستی یا زیادہ نرم دلی۔ دانائی میں کمی۔ اپنی عزت کا خیال۔ بے صبری۔ طرفداری لحاظ کرنا اور کبھی کبھی آپس میں نااتفاقیاں اور جھگڑے۔ منادوں میں بھی خاص مشکلات ہیں۔ ڈاہ نہیں چھوٹتی۔ عزت کا خیال چھوڑتا نہیں۔ لالچ غالب آتا ہی۔ سستی نظر ہو ہی جاتی ہی۔ بعض اپنے گھر نہیں سنبھالتے بعض جلدی ٹھوکر کھاتے ہیں۔ تنبیہہ پاکر زیادہ بگڑتے ہیں۔ بلکہ مشنری لوگوں اور عیسائیوں کی بابت اپنے بھائیوں اور غیر اقوام کے بیچ میں ساری ناواجب باتیں سناتے ہیں اور بعض اوقات ایسی جھوٹ موٹ کی باتیں بنا کے سناتے ہیں کہ غضب کی بات ہی۔ کسی حالت میں گھر کی بات دوسروں کے پاس سنانا افسوس کی بات ہی ؛

کیا یہہ ساری بیماریاں کلیسیا میں موجود نہیں ہیں؟ بعض تو کسی کلیسیا میں۔ بعض کسی کلیسیا میں نظر آتی ہیں۔ پر جس کلیسیا میں روحانی کمزوریاں رہتی ہیں کیا اُس کے خادموں پر یہہ فقرہ ٹھیک نہیں آتا کہ "وہ نکال نہ سکے"؟ کیا ہمارا کام اور موقعہ اور کسی کو دیا جاوے جو ہم سے زیادہ قوت رکھکر گویا ہم سے کہے اُس کو میرے



پاس لاؤنگا شکہ ہم اب بھی عاجز اور شرمندہ ہوکے بدروحوں کے نکالنے کا طریقہ یہہ پوچھکے سیکھیں کہ ہم انکو کیوں نہ نکال سکے"؛ اور بہت دفعہ ہمارے اُستاد بھی ہم سے کہینگے کہ یہہ قسم دعا کے سوائے کسی اور طرح سے نکل نہیں سکتی پر دعا سے کیا مراد ہے؟ جب لڑکا شاگردوں کے پاس آیا تو دعا کا موقعہ نہیں تھا۔ پیشتر اُس سے کہ آیا خاص دعا اُس کے لئے ناممکن تھی کیونکہ اُس کا آنا کسی کو معلوم نہیں تھا۔ کیا دعا سے مسیح کی مراد یہہ نہیں تھی کہ ہماری زندگی دعا سے ایسی بھری ہوئی رہے کہ کوئی آزمائش یا کام چاہے اچانک بھی آپڑے ہمکو شرمندہ نہ کرے۔ انجیل کے پرانے ترجمہ میں اس موقع پر "دعا اور روزہ" لکھا ہوا ہے خواہ روزہ رکھیں یا نہ رکھیں لیکن خداوند کا مطلب یہہ تھا کہ روزہ کی روح ہم میں ہو کہ اور کبھی کبھی روح کی ہدایت پر دنیا سے جدا ہوکر بدن کی خواہشوں کو مار کر خدا کو زیادہ اور خاص وقت دیویں تب تو ہماری روحانی قوت بنی رہیگی؛

اُس تصویر میں جسکا ذکر ہوا اُوپر کے حصہ میں اِس بات کا بھید کھل جاتا ہے کہ یسوع ہماری طرح انسان ہوکر پہاڑ پر دعا مانگنے گیا۔ اُس کو معلوم نہیں تھا کہ پہاڑ پر کیا بات واقع ہوویگی یا کہ نیچے کونسا کام پیش ہوگا۔ جب روح القدس اُسکو دعا کی طرف کھینچتی تھی تو وہ ہمیشہ مانتا تھا۔ پہاڑ پر موسیٰ اور الیاہ نے یسوع سے باتیں کیں ہمکو اِس سے یہہ نصیحت ملتی ہے کہ دعا میں بائبل ہم سے باتیں کرے۔ بائبل کو وقت کا زیادہ حصہ ملے تاکہ خدا کی آواز خوب پہچانیں۔ پہاڑ پر گفتگو کیا تھی؟ لکھا ہے کہ مضمون مسیح کی آنیوالی موت تھا۔ ہم بھی اگر بائبل کی بات سمجھیں تو معلوم کرینگے کہ اُس کا مضمون ہماری صلیبی موت ہے کہ ہم دنیا۔ گناہ اور خودی کے حق میں یسوع مسیح کے ساتھ مصلوب ہوویں بھید یہاں کھلتا۔ جب یہہ موت ہمارے تجربہ میں آجاتی تب ہم اپنے جلال کے لئے کوئی ڈیرا نہیں چاہتے۔ ہماری صورت بدل جاتی ہے۔ خدا گواہی دیتا ہے کہ یہہ بھی "میرا پیارا بیٹا ہے اس کی سنو"۔ دنیا کی کوشش ٹوٹ جاتی ہے اور ہم بھی اُس سے اُونچے کئے جاتے ہیں؛

دعا کے اس پہاڑ پر قوت حاصل ہوتی ہے اور جب ہم نیچے اُترتے ہیں تو بدروحیں ہمارے سامنے کچھ چیز بھی نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ ہم اپنے میں اور اوروں میں مبارک حکومت کر سکینگے۔ نہ صرف یہیں کہ اُس میں سے نکل آئیں پر یہہ بھی کہ پھر اُس میں کبھی داخل نہ ہو"۔ ہمارے بیچ میں کتنے اس بات کے لئے بھوکے ہونگے کہ کوئی قسم گناہ جس سے لڑائی ہوتی ہو اور جو کبھی کبھی کچھ عرصہ تک مغلوب بھی رہتا ہو یہہ حکم سنے کہ "اے بدگناہ اِس میں سے نکل آ اور پھر کبھی داخل نہ ہو" اے میرے بھائی" خدا کی روح آپکو دعا میں لیجاکے اِس بات کو کلام میں دکھلا سکتی ہے تاکہ آپ بالکل رہائی پاویں اور اوروں کو رہائی دیویں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے موقع پر پطرس۔ یعقوب اور یوحنا نے مسیح کی بات زیادہ اچھی طرح سے سمجھی کیونکہ وہ اُس کے ساتھ پہاڑ پر تھے۔ پر پیچھے تو سب نے پوری طرح سمجھی پنتکوست پر جب روح اُنکو دس دنکی دعا کے لئے لے گئی اور ایک دن میں تین ہزار روحیں زندہ ہوئیں تب وہ سمجھے۔ جب پطرس قید خانہ میں ڈالا گیا اور اُس کے لئے کلیسیا بدل و جان دعا مانگ رہی تھی۔ جب زنجیریں اُس کے ہاتھ سے کھل پڑیں اور قید خانہ کا پھاٹک جو لوہے کا تھا آپ سے آپ اُس کے لئے کھل گیا تب بھی کلیسیا سمجھی۔ جب پطرس یافہ شہر میں کوٹھے پر دوپہر کے قریب دعا مانگنے چڑھا اور ذات کا گھمنڈ اُس کے دل سے چھوٹنے سے یہہ نتیجہ نکلا کہ غیر اقوام کو روح القدس ملی تب وہ مسیح کی بات اور بھی اچھی طرح سمجھا کہ یہہ قسم دعا کے سوائے کسی اور طرح نہیں نکل سکتی؛

سندہند میں ہم سب ریوایول (Revival) کے خواہشمند ہیں پر ہمارے دیہاں طرح طرح کے خاص حالات اور خاص مشکلات موجود ہیں جنکے توڑنے کے واسطے خاص قوت درکار ہے۔ پھر بھی ہم مسیح کی بات سُنیں "کہ یہہ قسم دعا کے سوائے کسی اور طرح نہیں نکل سکتی"۔ کیا ہم جو سندھ میں مسیحی خادم ہیں مسیح کی اُس نصیحت کو منظور کرینگے یا پیچھے مڑینگے؛ یقیناً مسیح ہم سے اس بات میں شرمندہ نہیں ہوگا؛

المرقوم- پادری- جے۔ این- ہائیڈ-

مسیح میں کلام اللہ کی تکمیل

مسیح نے کل کلام ربانی پورا کردیا۔ اور جب ہم یہہ کہتے کہ مسیح نے کلام ربانی کو پورا کردیا تو اِس سے پہلا مطلب یہہ ہے کہ مسیح نے پُرانے عہد نامہ کو لفظی اور معنوی طور سے معہ مطالب اور معانی کے کمال کے اپنی زندگی کے اعمال اور اقوال میں عملی طور سے دکھا دیا اور پُرانے عہد نامے کے ہر ایک مطالبے کی اپنے عمل میں یہانتک مشق کی کہ ہر ایک مطالبے کی طلب پوری ہوگئی اور یہہ بھی اُن کامل معانی کلام کے ساتھ جو کلام کے مطالب کے منتہی تھے؛

اِس بھاری اور اہم اور دشوار کام کو انجام دینے کے لئے اول یسوع کی انسانیت کو کلام ربانی کی کمال واقفیت درکار تھی اور پھر کلام کے معانی اور مطالب کی درست پہچان اور حدود۔ چنانچہ یہہ سب کچھ یسوع کو حاصل تھا اور اُس نے آپ ذیل کی حقیقت سے ثبوت دیا اور فرمایا کہ "پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں ویسا تم بھی اُن کے ساتھ کرو کیونکہ توریت اور نبیوں کا خلاصہ یہی ہے" (متی ۷: ۱۲) اور پھر جب فریسیوں نے یسوع کی آزمائش کی اور سب سے بڑا حکم اُس سے

دریافت کیا تو اُس نے کیا ارشاد فرمایا؟ یسوع نے اُس سے کہا خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے پیار کر۔ پہلا اور بڑا حکم یہی ہے اور دوسرا اِسکی مانند ہے کہ تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپکو۔ اِنہیں دو احکام پر ساری شرع اور سب انبیاء کی باتیں موقوف ہیں" (متی ۲۲: ۳۷-۴۰) پس پہلے نوشتوں کی علمیت اور واقفیت کا کمال یسوع میں کمال کو پہنچا ہوا دیکھ لیا اور نوشتوں کا یہہ لب لباب یسوع کی کلام شناسی اور بائبل خوانی کا قیامت تک ثبوت اور گواہ رہیگا۔ جسپر آج سے قیامت تک کسی کو ایک نقطہ بڑھانیکی جرأت اور ہمت نہیں اگرچہ زمانہ کلام کی تلاوت کرتا ہے پس ہم کہتے ہیں کہ یسوع کلام کو خوب سمجھا؛

سچ مچ کلام میں دو ہستیاں ہیں جنکا علاقہ کسی انسانکی شخصیت سے اور اُس کے شخصی فرائض سے وابستہ ہوتا ہے ایک طرف خدا اور دوسری طرف انسان ہر ایک فرد بشر کی زندگی کا راستہ انہیں دونوں کے تعلقات کے عین درمیان سے ہوکر چلا جاتا ہے۔ اب دیکھو کہ یسوع خدا کے علاقے میں کیسا اور انسان کے علاقے میں کیسا پایا گیا؟ خدا یسوع سے اُس کے سوا اور کیا چاہتا ہے جو یسوع خدا کو دے چکا۔ جو کچھ خدا کے لئے یسوع کر چکا اُس سے زیادہ کا اُس کے کلام میں مطالبہ دکھلاؤ۔ اے انسانو! یسوع زندگی کی جوٹ سے یہہ کہتا ہے کہ اگر تم میرے حکموں پر عمل کرو تو تم میری محبت میں قائم رہو گے۔ جیسا کہ میں نے اپنے باپ کے حکموں پر عمل کیا اور اُس کی محبت میں قائم ہوں (یوحنا ۱۵: ۱۰)؛

(خدا سے مخاطب ہوکر) میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا ہے۔ میں اُس کام کو جو تو نے مجھے کرنیکو دیا ہے تمام کر چکا (یوحنا ۱۷: ۴)؛

میں اور باپ ایک ہیں (یوحنا ۱۰: ۳۰)؛

جیسا باپ نے مجھے پیار کیا ویسا ہی میں نے تمہیں پیار کیا (یوحنا ۱۵: ۹)؛

میں نے اپنے باپ کے حکموں پر عمل کیا اور اُسکی محبت میں قائم ہوں؛

میں نے زمین پر خدا کا جلال ظاہر کیا اور میں اپنا منصبی کام تمام کر چکا ہوں؛

میں اور خدا ایک ہیں؛

میں نے انسانکو خدا کے سے پیار و محبت سے پیار کیا۔ اب کوئی ہمکو ایسا مطالبہ دکھلا دیوے جو یسوع سے خدا رکھتا ہو اور پورا نہیں کیا گیا اور یا انسان بتلا دیوے کہ جو کچھ یسوع نے انسان کے لئے کیا ہے وہ انسانی مطالبوں سے کہیں زیادہ نہیں؛ خدا سے یسوع کی نسبت پوچھو تو اُس کا یہی جواب ہوگا کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں اور اگر انسان سے پوچھو تو اُس کا جواب یہی ہوگا کہ

تجھ سا جہاں میں دیکھا نہیں پر دنا کہیں

پس ایک طرف خدا کے تمام مطالبے یسوع کی بحث کے اعمال سے پرے دکھائی دیتے ہیں اور ایک طرف انسان کے تمام مطالبے نظر آتے ہیں۔ اگر مفصل طور سے ان مطالبونکی کیفیت دیکھنی ہو تو یسوع کے علاقے میں خدا اور انسان کا تعلق درمیان میں لاکر انجیل کا مطالعہ فرماکر دیکھئے؛

اب آخر میں ہم یسوع کے وہ علانیہ دعاوی سناتے ہیں تاکہ آپ کو یسوع کی زندگی کا مدعا اور مقصد معلوم ہو جائے اور اُس کے تکمیل کلام ربانی ہونے کا ثبوت روشن ہو جائے؛

(۱) یسوع اپنے چلن کو بڑے دعوے سے پیش کرتا ہے؛

کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے (یوحنا ۸: ۴۶)؛

(۲) یسوع اپنی تعلیم بڑے دعوے سے پیش کرتا ہے؛

میں نے جو کچھ اپنے باپ کے پاس دیکھا ہے وہی کہتا ہوں (یوحنا ۸: ۳۸)؛

اور میں آپ سے کچھ نہیں کرتا۔ مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھلایا میں وہ باتیں کہتا ہوں اور جس نے مجھے بھیجا ہے میرے ساتھ ہے (یوحنا ۸: ۲۸-۲۹)؛

یہہ باتیں جو میں تمہیں کہتا ہوں میں آپ سے نہیں کہتا۔ لیکن باپ جو مجھ میں رہتا ہے (یوحنا ۱۴: ۱۰)

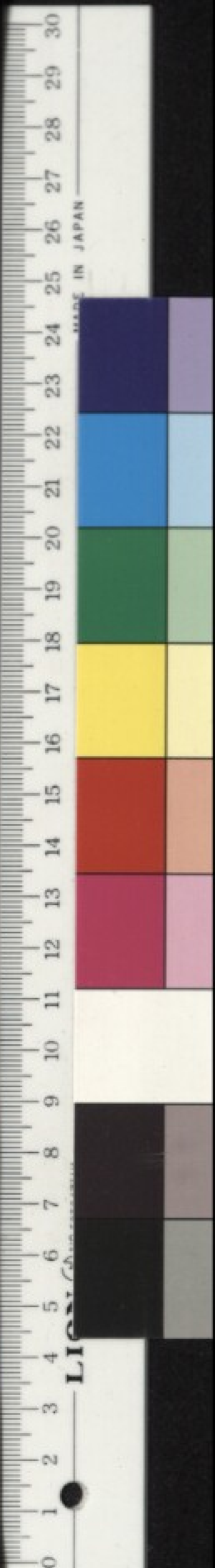
اور میں وہ باتیں جو میں نے اُس سے سُنی ہیں جہان کو کہتا ہوں (یوحنا ۸: ۲۶)؛

(۳) یسوع اپنے افعال کو بڑے دعوٰی سے پیش کرتا ہے؛

کیونکہ میں ہمیشہ ایسے کام کرتا ہوں جو اُسے (خدا کو) خوش آتے ہیں (یوحنا ۸: ۲۹) تب یسوع نے جواب دیا اور کہا۔ میں تمسے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا مگر وہ جو باپ کو کرتے دیکھے (یوحنا ۵: ۱۹) اس لئے کہ جسطرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا ہے اور جلاتا ہے۔ بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے جلاتا ہے (یوحنا ۵: ۲۱) میں آپ سے کچھ کر نہیں سکتا۔ جیسا میں سنتا ہوں حکم کرتا ہوں اور میری عدالت درست ہے (یوحنا ۵: ۳۰) کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں پر باپ کی مرضی جس نے مجھے بھیجا چاہتا ہوں (یوحنا ۵: ۳۰) لیکن مجھ پاس یوحنا کی گواہی سے ایک بڑی گواہی ہے اس لئے کہ یہہ کام جو باپ نے مجھے سونپے ہیں تاکہ پورے کروں یعنی یہہ کام جو میں کرتا ہوں مجھ پر گواہی دیتے ہیں (یوحنا ۵: ۳۶)؛

(۴) مقابلہ

تم نوشتوں میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ اُن میں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے اور یہہ وہی ہیں جو مجھ پر گواہی دیتے ہیں (یوحنا ۵: ۳۹)؛





پس اب ہم خداوند یسوع کی تمام زندگی جو اُس نے آپ ہی عالم کے روبرو پیش کی آپ کے روبرو پیش کر چکے۔ ہم دکھا چکے ہیں کہ یسوع کے چلن پر اور اُس کے کاموں پر اور اُس کی تعلیم پر خدا کی طرف سے صداقت کی مُہر ہے اور خدا کے مطالبوں کے تکمیل پانیکی تصدیق ہے۔ ایک طرف خدا اُس کی زندگی کے ہر قول و فعل پر صاد کرتا ہے اور دوسری طرف خدا کا کلام اُس کی کل ہستی پر اپنے دستخط کر رہا ہے اور تیسری طرف یسوع خود اپنی زندگی کا بیداغ علم عالم میں بلند کر کے ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ پکار رہا ہے کہ پورا ہوا۔ کل کلام پورا ہوا۔

اے بنی نوع انسان اگر میں نے کسی کو دکھایا ہو۔ اگر میں نے کسی کا حق مارا ہو اور اگر میں نے کسی انسان سے محبت رکھنے میں کمی کی ہو اور اگر میں نے کوئی گناہ کیا ہو تو کوئی شخص دنیا میں ظاہر ہو کر مجھ پر گواہی دیدے۔ کون مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے۔

یسوع کا مکمل کلام اللہ ہونا آپ سے مختصر طور پر عرض کیا گیا۔ یسوع کو اور اُس کے دعووں کو دیکھیں اور اُس کی راستی کا اقبال کر کے اس کے تابع ہو دیں۔ ورنہ ثابت کریں کہ یسوع کے چلن میں اور زندگی میں خدا کا اور بشر کا کوئی مطالبہ باقی رہا جو یسوع نے پورا نہیں کیا۔ یسوع آپ کے لئے سب کچھ ادا کر چکا۔ آپ اب فیصلہ کریں کہ آپ اُس کے خون خریدہ ہیں یا نہیں۔

غلام مسیح انبالوی

پروفیسر تھمسن نے میونخ میں کیمیا سازوں کی ایک انجمن میں بیان کیا کہ بجلی کے ذریعے ہوا میں سے شورہ پیدا کیا جا سکتا ہے کیونکہ سائینس دان جانتے ہیں کہ پلاٹینم دھات کے دو کھمبے کھڑے کر کے ان کے بیچ میں نم ہوا میں بجلی کی تیز لہریں پیدا کر کے شورہ کا تیزاب حاصل ہو سکتا ہے۔

مراسلات

مدفون شہر

قریباً ۱۸۰۰ برس گذرے کہ ملک اٹلی میں کوہ وِسُووِیُس کے دامن میں ایک شہر واقع تھا جہاں پر رومی شرفا اور صدر مجلس کے ممبران نے عالی شان محل بنوائے تھے اور وہ کام کی تکان اور امورِ مملکت کے جھگڑوں سے پناہ و آرام پانیکے لئے وہاں جایا کرتے تھے۔ مکان کی بیرونی اطراف تصویروں اور اُن نقوش سے آراستہ تھیں جو کہ قوس و قزح کے رنگوں سے جگمگا رہی تھیں۔ ہر ایک کوچہ کے سرے پر ایک خوشنما فوارہ تھا اور جو کوئی اُس کے کنارے پر ٹھنڈے سائے میں آرام کرنیکے لئے بیٹھ جاتا تھا اُس کو بحر روم کا عمدہ نظارہ نظر پڑتا تھا جو اُس وقت میں بھی ایسا ہی خوشنما نیلا اور چمکدار تھا جیسا کہ اب ہے۔ ایک دن لوگوں کے ہجوم کاہلی میں وقت ضائع کرتے ہوئے نظر پڑے۔ بعض ارغوانی رنگ کی نفیس پوشاکیں پہنکر اِدھر اُدھر آوارہ پھرتے تھے اور غلام اپنے سروں پر خوشنما ظروف لئے ہوئے اِدھر اُدھر گذر رہے تھے اور سنگ مرمر کی بنچوں پر دھوپ کی تپش سے بچنے کے لئے شامیانہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے سامنے میزیں شراب اور پھل اور پھولوں سے لدی ہوئی تھیں۔ ایک عالی شان مکان میں داخل ہو کر ملاقاتی آمد و رفت کے دالان سے جو ستونوں کی قطار سے سجا ہوا تھا گزرتا اور مہمان خانہ میں داخل ہوتا تھا ان مکانوں میں شام اور رات کے کھانے کے کمرے تھے اور بہت سے سونے کے کمرے بھی تھے جنمیں نہایت ملائم سرمائی کپڑوں کے پردے لٹکتے تھے اور سب سے آخر میں ایک ستون دار بارگاہ باغ کی سمت کھلی ہوئی تھی۔ پھاٹک پر یا اندر کے فرش کی پچی کاری میں ہمیشہ ایک کُتے کی صورت تھی جس کے نیچے یہہ نوشتہ تھا Cave Cavern یعنے کتوں سے خبردار رہو۔

بارگاہ کے ستونوں کے چوگرد پھول تھے جو ہر صبح تازہ بدلے جاتے تھے۔ چلوترے کی لکڑی کی میزیں چاندی سے جڑی ہوئی تھیں۔ پلنگ پیتل کے ملمع کئے ہوئے اور جواہرات سے جڑے ہوئے تھے اور اُنپر بھاری مسندیں بچھی ہوئی تھیں اور دیواروں پر عجیب حکمت سے گلکاری کی ہوئی تھی۔ جب صاحبِ خانہ دعوت دیتا تو مہمان انہیں مسندوں پر تکیہ لگا کر بیٹھتے اور چاندی کی چلمچیوں میں ہاتھ دھوتے اور ایسے رومالوں سے جنمیں ارغوانی جھالریں لگی ہوئی تھیں پونچھتے تھے اور بیکس دیوتا کی قربانگاہ پر شراب کی نظر گذرانکر گھونگے جو ساحل برطانیہ سے لائے جاتے تھے اور حلوان جو باجے کی آواز پر کاٹے جاتے اور برف میں ٹھنڈے کئے ہوئے پھل کھاتے تھے۔ ساقی اُن کے پیالوں کو دنیا کی نایاب اور نہایت نفیس شرابوں سے بھرتے تھے۔ خدمتگار اُنکے سروں پر شبنم سے بھیگے ہوئے پھولوں کے تاج رکھتے تھے اور ناچنے والے عمدہ ناچ دکھاتے تھے۔ کھانے کے بعد خوشبودار پانی کی بوچھاڑ سے جو چھپی ہوئی نالیوں سے نکلتی تھی کل کمرہ معطر ہو جاتا تھا۔ ایک روز جبکہ اس قسم کی ضیافتیں ہو رہی تھیں کوہ وِسُووِیُس میں سے دھوئیں کا ایک غلیظ اور نہایت کالا ستون جو کچھ تاڑ کے درخت کی مانند تھا اُٹھا اور یکایک عین دوپہر کے وقت کل نظارہ کے اوپر گھٹا ٹوپ تاریکی چھا گئی اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ چیخوں اور آہوں اور لعنتوں کا ایک

خوفناک شور اٹھا۔ اُسوقت بھائی بہن سے شوہر بیوی سے اور ماں بچے سے جدا ہو گئے کیونکہ تاریکی ایسی سخت ہو گئی تھی کہ سوائے اُن شعلوں کے جو آس پاس کی پہاڑیوں کی چوٹیوں سے گاہ بگاہ نکلتے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ زمین لرزی مکانات ہل گئے اور گرنے لگے اور سمندر گویا خوف کے مارے خشکی سے پیچھے ہٹ گیا۔ ہوا ریت سے بھاری ہو گئی پھر خوفناک اور ہیبتناک شور کے درمیان پتھروں لاوے اور گھنگروں کی بوچھاڑ شہر پر پڑی اور اُسے ہمیشہ کے لئے دبا دیا۔

باشندے اُسی حالت میں مرے جس میں کہ وہ آفت کے پیشتر تھے۔ مہمان اپنے کھانے کے گرد تھیں۔ دُلہنیں اپنے کمروں میں۔ سپاہی اپنے مقام پر۔ قیدی قید خانہ کی کوٹھڑی میں۔ چور چوری کرتے ہوئے۔ لڑکیاں اپنے آئینوں کے سامنے غلام فواروں کے پاس۔ دوکاندار دوکانوں پر اور طالب علم اپنی کتابوں میں لگے ہوئے تھے۔ بعض نے اُن اندھے لوگوں کی رہنمائی میں ہو کر جو تاریکی میں پھرنے کے عادی تھے اور جن پر کوئی گہرا سایہ تاثیر نہیں کر سکتا تھا نکل بھاگنے کی کوشش کی لیکن اُن میں سے بہت سے آدمی راستے ہی میں گر کر مر گئے۔ چند دنوں کے بعد جب لوگ گرد و نواح کے مقامات سے وہاں گئے تو اُنکو سوائے ہموار اور دھوئیں سے پر میدان کے جو سمندر کی طرف ڈھلواں اور راکھ سے ڈھکا ہوا تھا اور کچھ نظر نہ پڑا۔ اُس کے بہت ہی نیچے ہزار ہا ایسی نیند میں سوتے تھے جس سے بیدار ہونا متصور نہیں۔ اُنکی تمام شان و شوکت۔ گھمنڈ خفت۔ خوشیں اور عیش اُن کے ساتھ مدفون ہیں یہ حادثہ ۲۴۔ اگست ۷۹ء کو واقع ہوا اس شہر کا نام جو اس طور پر دبگیا تھا پمپیائی (Pompeii) ہے۔ سولہ سو سترہ (۱۶۱۷) برس کے بعد بعض راز جو اشخاص اُس مقام کو کھودنے اور کھوکھلا کرنے لگے اور اُنہوں نے شہر کو ویسا ہی پایا جیسا کہ پرانے زمانہ میں تھا۔ مکانات ویسے ہی بنے ہوئے تھے تصویریں ویسی ہی نئی تھیں اور پتھر اُسی وضع و انداز سے کھڑے ہوئے تھے جسمیں کہ موت نے اُن کے مالکوں کو اتنی مدت پیشتر پکڑا تھا۔ میزوں پر وہ نشان جو شراب کے پیالوں سے بن گئے تھے ابھی تک قائم رہے۔ قیدی ابھی تک اپنی بیڑیاں پہنے ہوئے تھے لڑکیاں اپنے کپڑے اور زنجیریں پہنے ہوئے تھیں۔ بخیل کا ہاتھ اُس کے روپیوں کے ڈھیر کے اُوپر تھا۔ پنڈت اپنے دیوتاؤں کی کھوکھلی مورت کے اندر چھپے ہوئے تھے جہاں سے وہ جواب میں آواز نکالتے تھے اور پُجاریوں کو دھوکا دیتے تھے۔ ابھی تک تلاش ہو رہی ہے۔ نئے نئے عجائبات ہر روز آشکارا ہوتے جاتے ہیں اور ہمیں بہت جلد ایک رومی شہر کا جو کہ سن عیسوی کی پہلی صدی میں تھا کامل طور سے تصور ہو جاویگا گویا کہ ہم اُس کے کوچوں میں پھرے اور اُس کے مجہول ٹہلنے والوں سے ہمکلام ہوئے۔

راقم

ایم اے۔ مس سی۔ بی۔ ہائی سکول لودیانہ

غزل شوکت

مسیحا کے لئے دنیا میں مر جی لیں تو اچھا ہے
بہا دو حشر سے تا کے امیدوں کے گریں لیں تو اچھا ہے
نگھر زیادہ جاں دینے سے میری آپکی خاطر
فدا جان نام پہ اُس کے جو کر ہی لیں تو اچھا ہے
بدن کھالیں اگر اُسکا جو ٹوٹا ہو تو ہو سیری
لہو اُسکا پیاسو جام بھر پی لیں تو اچھا ہے
ابھی ہو وا در جنت کہیں بند ہی نہو جائے
چلو پھر سیر اُس کی جلد کر ہی لیں تو اچھا ہے
نہیں گم ہو کسی جانب کہ تاریکی و الجھن ہے
یہ سیدھی راہِ جنت ہے اسی کو لیں تو اچھا ہے
مسیحا کو کریں ظاہر میں شادان اسی میں ہم
یہی مقصد ہے جینے کا اگر جی لیں تو اچھا ہے
نہیں سیری نہیں ہوگی جو کانٹو نیں پھریں یہ سے
میرے پیارو اگر تہنی ثمر کی لیں تو اچھا ہے
گنہگاروں سے یہ کہدو مسیحا سے ہی جنت ہے
صدا میری اگر در گوش کر ہی لیں تو اچھا ہے
کوئی مانے یا نہ مانے میری دانست میں شوکت
مسیحا کے لئے دنیا میں مر جی لیں تو اچھا ہے

کرسچن اینڈیوور

مئی ۱۶ بابل کے برج کے بنانیوالے پیدائش ۱۱: ۱-۹
" ۱۷ ابیملک جھڑکا گیا۔ قاضی ۹: ۱-۲۱
" ۱۸ ایک دیندار شخص کی دعا زبور ۱۳۱:
" ۱۹ اسمعیاہ کی بلند نظری ۲ سلاطین ۱۴: ۸-۱۷
" ۲۰ شاگردوں کو مسیح کی نصیحت مرقس ۹: ۳۳-۳۷
" ۲۱ فریس مجرم ٹھہرائے گئے لوقا ۲۰: ۴۵-۴۷
" ۲۲ اتوار۔ بلند نظری اور حوصلہ مندی متی ۱۲: ۲۰-۲۸

انگریزی لفظ ایمبشن Ambition کا ٹھیک ترجمہ کوئی نہیں ہے۔ کبھی اُس کے معنے اچھے اور کبھی بُرے ہیں۔ ہمنے اُس کا ترجمہ بلند نظری کیا ہے۔ ہماری بلند نظری اچھی ہے یا بُری؟ ہم فی الواقع کس بات کے خواہاں ہیں؟ اگر خواہش پوری ہو جائے تو مسیح کا جلال ظاہر کیا جائیگا یا صرف ہماری عزت بڑھیگی؟ جو خاص یونانی لفظ بلند نظری کے معنوں کا ہے انجیل میں تین دفعہ مستعمل ہے یعنی اتھسلنیکیوں ۴: ۱۱ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۹ رومیوں ۱۵: ۲۰ اردو میں حوصلہ کرنا یا ہمت کرنا استعمال کیا گیا ہے ان آیتوں سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کیسی بلند نظری کی انجیل میں ہدایت دی گئی ہے یعنی ہم چپ چاپ اپنا کاروبار کرتے جائیں۔



(۲) ہم خدا کو خوش کریں (۳) ہم مسیح کی خوشخبری سنائیں کیا ہماری ویسی ہی بلند نظری ہے؟ بعض آرزوئیں مسیح کی مرضی پر مبنی ہیں بعض ہماری جسمانی مرضی پر۔ بعض مسیح کے قریب پہنچاتی ہیں بعض دور ہٹاتی ہیں ؛

نیک بلند نظری نہایت ہی مفید ہے۔ اُس کے بغیر دنیا کا کام ہی نہیں چلیگا۔ کاش کہ سب نیک طور پر بلند نظر۔ عالی ہمت اور حوصلہ مند ہوتے۔ اگر سب مسیحی ایسے ہو جائیں تو بہت جلد ہمارا پنجاب ہل جائیگا۔ ہندو مسلمان بکثرت مسیح پر ایمان لائینگے۔ پست ہمت نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن ضروری نصیحت یہہ ہے کہ ہماری بلند نظری مسیحی ہو ؛

کرسچن اینڈیور کمیٹیان از مس کیمبل صاحبہ

موڈی صاحب نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں اُس کمیٹی کو زیادہ پیار کرتا ہوں جسمیں ایک ہی شخص ممبر ہو۔ امید ہے کہ سب ناظرین اس بات پر متفق الرائے ہونگے کیونکہ ہر ایک کو تجربہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ کمیٹی سے تسلی بخش کام لینا نہایت ہی دشوار ہے اس لئے کہ ہر ایک ممبر اپنا بوجھ دوسرے پر ڈالنا چاہتا ہے۔ پس ممبروں کی بے احتیاطی سے کام ناتمام رہ جاتا ہے اور نقصان کا باعث ہوتا ہے ؛

ہم سب تسلیم کرتے ہیں کہ کمیٹیوں کے لئے مسیحی کوشش کی جماعتوں میں ایک خاص ضرورت ہے۔ اس لئے چاہئے کہ ہم سب ملکر اس بات کو بڑی توجہ سے دریافت کریں کہ ان سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مسیحی کوشش کی انجمنوں کی کارروائی اکثر کمیٹیوں ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے تاکہ سب باتیں ترتیب وار عمل میں لائی جائیں اور نیز یہہ کہ ہر ایک ممبر اس کمیٹی کے سارے کام میں شریک ہونے سے مستفید ہو۔ اسکی بابت میں چند رائیں آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ ایک بات یہہ ہے کہ دوسروں کو دیکھکر انکی نقل میں کمیٹی نہ بنا لینی چاہئے۔ مثلاً ایک کلیسیا میں ایک مسیحی کوشش کی جماعت کو قائم کرنے کے لئے تجویز ہو رہی ہے۔ افسر چنے گئے ہیں پھر کوئی اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہ میرے پاس کمیٹیوں کی فہرست موجود ہے جنکو ضرور مقرر کرنا چاہئے۔ فلانی فلانی جگہ یہی کمیٹیاں ہیں پس ہم بھی بنا لینگے۔ دیکھئے یہاں ہے لک اوٹ کمیٹی اور دعا کی کمیٹی اور مشنری کمیٹی اور پھولوں کی کمیٹی وغیرہ اور اُسی وقت بغیر یہہ سوچے سمجھے کہ فلان شخص اُس کام کے لائق ہے کہ نہیں مقرر کر لیتے ہیں۔ مثلاً ایسوں کو مشنری کمیٹی پر مقرر کر دیتے ہیں جنکو اُس کام سے کچھ واقفیت نہیں۔ وہ دور ملک کے لوگ تو بجائے خود رہے اپنے نزدیک کے ہمسایوں کو بھی روحانی باتوں میں مدد نہیں دیتے ہیں۔ سو کچھ تعجب نہیں ہے کہ مشنری محفل کی رات کو حاضری کی تعداد کم ہو اور لوگوں کو یہہ بھی کہتے ہوئے سنیں کہ اس میٹنگ میں کچھ لطف نہیں۔ میں نے یہہ بات تو امریکہ میں دیکھی ہے۔ یہاں نہیں۔ پر ممکن ہے کہ ہم پر بھی یہہ بات عاید ہو۔ ایم۔ جے۔ کیمبل از پٹھان کوٹ ؛

کل خط و کتابت پادری ٹی۔ گریہم۔ بیلی وزیر آباد سے کرنی چاہئے

واقعات اور رائیں

چیف کورٹ برہما میں دو فرنگی خاندانوں کے تین مرد و تعداد ملزمان چھ شخص پر ایک نہایت عجیب و افسوسناک حرکت میں سیشن سپرد کئے گئے ہیں۔ ایک مسٹر بیائنٹ ہیں۔ ایک انکی میم صاحبہ ایک مسٹر ویڈ ہیں اور ایک انکی میم صاحبہ اور آخر الذکر کے دو لڑکے بھی اسی الزام میں شریک ہیں۔ اُنہوں نے اپنے گھروں کا فائر انشورنس یعنی آتشزدگی کا بیمہ کرا رکھا تھا۔ وہ بیمہ کی فیس ہر سال ادا کرتے تھے۔ حال میں اُنہوں نے بیمہ کی رقم کمپنی سے اینٹھنے کے لئے یہہ چالاکی کی کہ خود ہی اپنے مکانات کو آگ لگا دی۔ چنانچہ یہہ دھوکہ طشت از بام ہو گیا۔ کمپنی کو نقصان پہنچانے اور خود مالی فائدہ اُٹھانے کی نیت مجرمانہ خیال کیجاتی ہے دونوں زنانہ ملزموں کو ضمانت پر چھوڑ رکھا ہے۔ باقی چاروں مرد حوالات میں ہیں اُنکی ضمانت نامنظور کی گئی ہے حیرت کی بات ہے کہ دو خاندان ملکر ایسی مجرمانہ حرکت کے مرتکب ہوں۔ کہاں تو ڈبل فائدے کی امید تھی اور کہاں مکانات بھی پھنکوائے۔ تفکرات اور مصائب بھی اُٹھائے اور قانونی سزا کا ڈنکا جُدا باقی ہے ؛

دیسی ریاستوں میں رسم پردہ

دکن میں پردہ کی رسم نہیں ہے صرف والیان ملک نے یہاں عورتیں پردہ کرتی تھیں جو اب ترک کرتی جاتی ہیں روشن ضمیر والیان ملک از قسم مہاراجہ صاحب برودہ و ٹھاکر صاحب گونڈل نے بالکل پردہ اُٹھا دیا ہے۔ حال میں ولیعہد ریاست برودہ کی شادی ہوئی تھی۔ وقت شادی کی پردہ کی رسم قائم تھی مگر اب اُٹھا دیگئی ہے اور ولیعہد معہ اپنی رانی صاحبہ کے مثل یورپین میاں بیوی کے ہوا خوری کو نکلتے ہیں۔ برودہ سے رسم پردہ کے اُٹھ جانے کا یہہ اثر ہوگا کہ قریب کی ریاستیں پردہ اُٹھا دینگی اور اس طرح سے ایک ایسی رسم کا خاتمہ ہوگا بلا جس کے توڑنے کے سوشل ریفارم کے مدعی امید نہیں کرتے کہ سوشل اصلاح کا سلسلہ چل سکیگا ؛

شہنشاہ معظم کی صحت

شہنشاہ عالم پناہ کی صحت کی نسبت مختلف افواہیں سُنی جاتی ہیں جن میں سے بعض پریشانی پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ پس اخباروں میں سے یہہ دریافت کر کے مسرت حاصل ہوئی کہ صحت صرف اچھی ہی نہیں ہے بلکہ حضور اس سال عمر میں کم نظر آتے ہیں اور یہہ اُس احتیاط کا نتیجہ ہے جو مستعمل غذا میں اختیار کی گئی ہے۔ احتیاط غذا اور مختلف ممالک کی سیر نے ہز مجسٹی کی طبیعت پر حیرت انگیز اثر پیدا کیا ہے اور اب صحت جسمانی ایسی ہے جیسے حضور

اشتہارات

ضرورت

ایک عیسائی ہیڈ ماسٹر کی بلوده بازار مشن سکول کے واسطے ضرورت ہے جو کہ مڈل سکول کی کلاسوں تک ہندی و انگریزی میں تعلیم دے سکتا ہو درخواستیں بمعہ سرٹیفکیٹ لیاقت و نیک چال چلن بنام مشتہر آویں ؛

المشـــــــتہر

پادری اے ہنگسٹن بلوده بازار رائپوری سی پی

ضرورت

ایک عیسائی بیوه میٹرن کی آرفنیج گرلس سکول کے لئے ضرورت ہے درخواست کننده ہندی جانتی ہو درخواستیں بنام مشتہر آویں ؛

المشـــــــتہر

پادری اے ہنگسٹن بلوده بازار رائپوری سی پی

ضرورت

ایک نیٹو کرسچن میٹرن کی سخت ضرورت ہے چاہئے کہ وه اردو و ہندی بخوبی پڑھا سکتی ہو۔ درخواستیں بنام لیڈی سپرنٹنڈنٹ گرلس انڈسٹریل سکول دہلی آویں ؛

ضرورت

ڈنگہ ضلع گجرات (پنجاب) کے سکول کے لئے ایک انٹرنس پاس مسیحی اُستاد کی ضرورت ہے تنخواه مبلغ پچیس روپیہ ماہوار۔ کل درخواستیں بنام منیجر مشن سکول گجرات (پنجاب) آویں ؛

عیسائی ٹھیکیداروں کی ضرورت

چونکہ میں نے مقام راولپنڈی متصل لال کرتی بازار اپنا ٹھیکہ کھولا ہے مسلمان ٹھیکیدار جمعہ کے روز کام بند کر دیتے ہیں چونکہ میں عیسائی ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ بجائے جمعہ کے اتوار کو کام بند ہوا کرے نیز عیسائی بھائیوں کو فائده پہنچے اور بے کار نہ بیٹھیں۔ جو کوئی عیسائی بھائی عمده اینٹ بالو کی بنا سکتا ہو اور راولپنڈی آکر کام کرنا چاہئے تو میرے ساتھ بذریعہ خط وکتابت معرفت کسی مشنری صاحب کے جو اُس کو جانتا ہو فیصلہ کر لیوے ؛

المشـــــــتہر

منشی ایم۔ نور احمد یوسف پور راولپنڈی

پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمده و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکیمانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے یہ نہیں دیتا اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وه اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشـــــــتہر

پادری والٹر جے۔ کلارک منیجنگ ڈائرکٹر سہارنپور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱۲؎ مع ضمیمہ ۲؎

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ۲؎ " ۳؎

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

سال تمام	ششماہی	سہ ماہی	مقدار اشتہارات
عہ	ے	ہے	چوتھائی کالم
ہے	عہ	ے	نصف کالم
ہے	ہے	عہ	پورا کالم
لعہ	صہ	سہ	پورا صفحہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ہے لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ

" " معہ محصول عہ

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی اوڈیٹر و منیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ دائلی کے اہتمام سے چھپا